



Gillette بر گنڈی — ایکٹ 2

بر گنڈی — فرانس
ایکٹ 2 — سینے کی واپسی

کہانیاں کبھی ایک سی نہیں ہوتیں، کیونکہ وہ لمحے کبھی ایک سے نہیں ہوتے جن میں وہ آملتی ہیں۔ جگہیں بدل جاتی ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں۔ لوگ بدل جاتے ہیں۔ اور جب عورتیں ان کے راستے میں آجائیں تو پیش گوئی کی کوئی قیمت نہیں رہتی۔

یہ قصہ میں کچھ عرصہ پہلے سنا چکا ہوں۔ آج میں اسے پھر سنانا چاہتا ہوں، زیادہ شدت کے ساتھ، گویا اپنے آپ سے ایک گفتگو — یاد کی ایک پکار، ایک آواز جو وقت کے دروازے پر دستک دیتی رہتی ہے، اور مجھے صرف وہ نہیں یاد دلاتی جو ہو چکا، بلکہ شاید وہ بھی جو ابھی ہو سکا ہے۔

ایکٹ 2 — سینے کی واپسی

شروع کے دن میں نے جاگیر کو نئے سرے سے منظم کرنے میں گزارے۔

کچھ ملازم سودے بازی کرنا چاہتے تھے۔

کچھ یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ یہاں کام ہمیشہ سے کیسے ہوتا آیا ہے۔

چند ایک کا خیال تھا کہ روایت بجائے خود ایک دلیل ہے۔

میں نے سنا۔

پھر فیصلہ کیا۔

تنخواہوں، مراعات یا پرانی عادتوں پر نئے سرے سے بات کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ جو رہنا چاہتے تھے، ان کے لیے دروازہ کھلا تھا۔ جو جانا چاہتے تھے، انہیں ایک مصافحہ ملا اور ایک مسکراہٹ۔

کسی رنجش کے بغیر۔

میں بہت پہلے سیکھ چکا تھا کہ بعض عادتیں شاذ ہی بدلتی ہیں۔

ان کی جگہ دوسری آجاتی ہیں۔

سو میں نے ایک نئی ٹیم بنانی شروع کی۔

ذمہ دار لوگ۔

ایسے لوگ جنہیں دن کے ہر گھنٹے نگرانی کی ضرورت نہ ہو۔

میرا فلسفہ سادہ تھا:

حکم مت چلاؤ۔

ذمہ داری پیدا کرو۔

ہفتے آہستہ آہستہ گزرتے گئے، انگور کے باغوں کی لے پر اور برگنڈی کی پہاڑیوں پر سے گزرتی ہوا کی چال پر۔

مجھے لگا کہ آخر کار وہ سکون مل گیا ہے جس کی اب مجھے تلاش بھی نہیں رہی تھی۔

پھر ایک سہ پہر جاگیر کے پھاٹک پر ایک اطالوی گاڑی آکھڑی ہوئی۔

میں نے دور سے ایک عورت اور ایک نوجوان کو اترتے دیکھا۔

وہ کسی کو ڈھونڈ رہے تھے۔

وہ ایک مزدور سے بڑے جوش سے بات کر رہے تھے، جو اطالوی کا ایک لفظ نہیں سمجھتا تھا۔

وہ بار بار ایک نام دہرا رہے تھے۔

میرا نام۔

میں گھوڑے پر سوار قریب پہنچا۔

اور وقت تھم گیا۔

وہ سینے تھی۔

اسے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔

اسے اپنا تعارف کرانے کی ضرورت نہیں تھی۔

کچھ چہرے یادداشت میں تصویروں سے زیادہ گہرے نقش رہتے ہیں۔

تم انہیں فوراً پہچان لیتے ہو۔

دھائیوں بعد بھی۔

ایک لمحے کے لیے میں پھر جوان ہو گیا۔

پرانی تصویروں والا نوجوان نہیں۔

سرکاری کاغذوں والا نوجوان نہیں۔

خوابوں والا نوجوان۔

غلطیوں والا۔

ادھورے وعدوں والا۔

میرا دل اس زور سے دھڑکنے لگا جسے میں مدت سے رخصت ہو چکا سمجھتا تھا۔

میں سکون کا دکھاوا کرتے ہوئے گھوڑے سے اترا۔

وہ مسکرائی۔

وہی مسکراہٹ۔

آنکھوں میں وہی روشنی۔

وقت نے وقار بڑھایا تھا، فاصلہ نہیں۔

اس کے پہلو میں ایک نوجوان کھڑا تھا جسے اس نے اپنا بھانجا کہہ کر ملوایا۔

میں نے اسے غور سے دیکھا۔

اس مشابہت میں کچھ تھا جو بے چین کرتا تھا۔

وہی آنکھیں۔

وہی تاثر۔

وہی ضدی نرمی۔

سینے نے مجھے یوں دیکھا جیسے کوئی اس شخص کو دیکھتا ہے جو اس کی زندگی سے کبھی

واقعی گیا ہی نہ ہو۔

کوئی جھجک نہیں تھی۔

کوئی وضاحت نہیں۔

بس اُس سب کا خاموش بوجھ جو ہم نے کبھی جیا ہی نہیں تھا۔

ہم یلوں کے درمیان چلتے رہے۔

ہم ماضی کی بات یوں کرتے رہے جیسے کسی پرانے گھر کی بات کی جاتی ہے جس میں اب بھی یادیں بستی ہوں۔ میں نے پوچھا کہ اس نے مجھے ڈھونڈ کیسے لیا۔

وہ ہنس پڑی۔

ایک ہنسی جو مجھے ہو بہو یاد تھی۔

”تمہارا قصور ہے۔“

”میرا؟“

”ہاں۔ تم ہمیشہ سب کچھ لکھ ڈالتے تھے۔ جو بات تم لوگوں سے منہ پر نہیں کہہ پاتے تھے، وہ اپنی نگاہوں کے ذریعے دنیا سے کہہ دیتے تھے۔ میں برسوں تمہارے لفظوں کے پیچھے چلتی رہی۔ ہر صفحہ ایک اور سراغ چھوڑ جاتا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ دیر سویر تمہیں ڈھونڈ لوں گی۔“

میں چپ رہا۔

کیونکہ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔

اور اسی لمحے میری سمجھ میں ایک بات آئی۔

وہ اتفاق سے نہیں آئی تھی۔

اور شاید میں بھی نہیں۔

کبھی کبھی زندگی کو وہ جملہ پورا کرنے میں دھائیاں لگ جاتی ہیں جو مدتوں پہلے ادھورا رہ گیا تھا۔

فرڈیننڈو

Gillette ← PDF، گمشدہ ٹکڑا

دوسری داستانیں دیکھو

· Vatican · One Door · Genesis · Opera · Wood · کتب خانہ · The Corpus

رابطہ